تیز برستی بارش اور سماعتوں میں کسی کے تیز چبھتے جملے' یہ خواب اس کی زندگی کا سب سے ڈراؤنا خواب تھا جو اسے یہ یاد دلاتا تھا کہ اس نے کسی سے ان سب کی بربادی کا وعدہ کیا تھا۔

آفندی ہاؤس میں اصول پسند آغا جان اپنے دو بیٹوں مبین آفندی اور سہیل آفندی' ان کی بیویوں اور بیٹیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ انہیں اپنا پوتا نہ ہونے کا بہت دکھ ہے پوتیاں ان کی اس بات سے بہت چڑتی ہیں۔

وقار آفندی کو ایک گانے والی زرنگار سے محبت ہو جاتی ہے۔ وقار آفندی زرنگار کو نکاح کی آفر دیتا ہے تو وہ غائب ہو جاتی ہے۔

طلال اور مہرماہ یونی ورسٹی میں ایک ساتھ پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ طلال کے گھر والے مہرماہ کا رشتہ لے کر آتے ہیں جو قبول کر لیا جاتا ہے۔

مبین آفندی' آغا جان سے بات کرتے ہیں کہ فاران آفندی کو معاف کر دیا جائے اور اسے اس کے بیٹے اور بیوی کے ساتھ آفندی ہاؤس بلا لیا جائے۔ فاران آفندی کو چھوٹے بھائی وقار آفندی کی حمایت اور آغا جان کی مخالفت کی وجہ سے گھر بدر کر دیا گیا تھا۔ پوتے کی خاطر آغا جان مان جاتے ہیں' تائی جان' مبین آفندی کی بیوی اس بات پر بہت ناراض ہوتی ہیں۔ فاران آفندی پاکستان جانے کا فیصلہ کر لیتے ہیں' ان کی بیوی ثمرہ اور بیٹا موحد بہت ناراض ہوتے ہیں۔

وقار آفندی آخر کار زرنگار کو تلاش کر لیتا ہے۔ اور اسے یقین دلاتا ہے کہ وہ اسے باعزت طریقے سے اپنے نکاح میں لینا چاہتا ہے اور اپنے خاندان میں متعارف کرائے گا۔

آفندی ہاؤس میں بے چینی سے فاران کا انتظار ہو رہا ہوتا ہے لیکن وہ نہیں پہنچ پاتے ان کا فون بھی بند ہوتا ہے۔

تیسرے دن مبین آفندی کا فاران آفندی کے فون پر رابطہ ہوتا ہے تو وہ آغا جان کو بتاتے ہیں کہ فاران آفندی اب اس دنیا

میں نہیں رہا ہے۔
آغا جان یہ خبر سن کر ٹوٹ گئے۔ فاران آفندی کی وصیت کے مطابق ان کی تدفین ان کے آبائی قبرستان میں کی گئی۔ ان کی بیوی ثمرہ اور بیٹا موحد پاکستان آگئے۔ مہماہ کی منگنی طلال سے طے ہو چکی ہے' جس پر تزئین حسد کرتی ہے۔ موحد اور ثمرہ آفندی ہاؤس آجاتے ہیں۔ موحد بہت ہینڈسم اور خوبرو ہے۔ آغا جان اس سے محبت کا اظہار کرتے ہیں' لیکن موحد کو ان سب سے نفرت ہے۔ زر گل بائی کو قیمت دے کر وقار آفندی نے زرنگار سے شادی کرلی تھی' لیکن اس شادی کو آغا جان نے قبول نہیں کیا۔ ہاں نے کہا کہ وہ زرنگار کو طلاق دے دے۔ انہوں نے دوپٹا قدموں میں رکھ دیا۔ گھر کے دیگر افراد بھی مخالف تھے۔ صرف ثمرہ بھابھی جو فاران آفندی کی بیوی تھیں۔ وہ وقار کے ساتھ تھیں۔ وقار آفندی کا بیٹا میر آفندی سومیہ کا دوست ہے۔ سومیہ اسے پسند کرتی ہے۔ ثمرہ اچانک یہ کہہ کر دھما کا کردیتی ہیں کہ مہماہ اور موحد کا رشتہ آغا جان نے بچپن میں طے کردیا تھا۔

پانچویں قسط

مہماہ بظاہر بڑے اعتماد مگر در حقیقت لرزتے دل کے ساتھ گاڑی تک آئی تو اندر ملاحہ اور فرزین کو پہلے سے براجمان اپنے ہاتھوں میں تھامے کون سے لطف اندوز ہوتے دیکھ کر وہ گاڑی سے دو قدم دور ہی بری طرح ٹھٹک گئی۔ موحد اسے نظر انداز کرتا ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر بیٹھ گیا تھا۔
مہماہ نے اگلی نشست کی طرف دیکھا۔ وہ خالی تھی۔
وہ الجھی الجھی سی پچھلی سیٹ پر ڈھیر ہو گئی۔ کیا آغا جان کسی کام کی غرض سے گاڑی سے اترے تھے؟ اسے اتنی جلدی واپس پا کر ملاحہ نے حیرت سے سرگوشی کی۔
"طلال بھائی چلے گئے کیا....؟" مگر مہماہ کی ساری توجہ گاڑی اسٹارٹ کرتے موحد پر تھی۔
"آغا جان کہاں ہیں....؟" اس نے بھنچے ہوئے لہجے میں ملاحہ سے پوچھا تو آواز دھیمی ہی تھی۔
"آغا جان....! مجھے کیا پتا.... گھر پہ ہی ہوں گے۔" ملاحہ گڑبڑائی' اسے مہماہ کے سوال کی تک سمجھ میں نہیں آئی تھی۔
مگر مہماہ کی سیٹ پر تو جیسے کیلیں اگ آئیں۔ بے وقوف بنائے جانے کے احساس پر ذلت و اہانت کی شدید کیفیت حاوی ہوئی تو رگوں میں خون کی جگہ گویا شرارے دوڑ اٹھے۔
"تم نے جھوٹ بولا مجھ سے.......؟" شرربار نگاہوں سے موحد کو دیکھتے ہوئے وہ اونچی آواز میں بولی تو غم و غصے کے مارے آواز پھٹ سی گئی۔
"آپی....." ملاحہ نے برافروختہ ہو کر اس کا ہاتھ دبایا۔ فرزین بھی گھبرا گئی تھی۔ موحد گاڑی مین روڈ پر لے آیا تھا۔ اطمینان سے بولا۔
"تو کیا تم چاہتی ہو کہ سچ میں یہاں آغا جان ہوتے؟"
"تم.... تم ایک انتہائی بیہودہ اور اول درجے کے جھوٹے شخص ہو۔ تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ تم اس طرح کی فضول سچویشن کری ایٹ کرتے۔"
تذلیل کا گہرا احساس اس کے دل کو کچل رہا تھا۔ چہرے سے تپش کی لپٹیں نکل رہی تھیں۔ جی تو چاہ رہا تھا تھپڑوں سے موحد آفندی کا چہرہ بگاڑ دے' کس قدر ذلیل کیا تھا آج اس کی بے ہودگی نے اور طلال.... اف میرے اللہ۔ آفندی ہاؤس کے ہونے والے داماد کی کیا عزت افزائی کر کے آیا تھا وہ۔

فرزین اور ملاحہ بے چاری حواس باختہ سی تھیں۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس بھری شیرنی کے بھڑکنے کی وجہ کیا ہے اور اسے قابو کیسے کیا جائے۔ فی الحال تو چپ رہنے میں ہی بھلائی تھی۔

"یعنی تم ابھی بھی سمجھ رہی ہو کہ میں نے غلط کیا۔۔۔؟" وہ بیک مرر میں۔۔۔ اس کا لال بھبو کا چہرہ اور نم آنکھیں دیکھ کر طمانیت محسوس کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ پھر گویا ہوا۔

"تو چلو۔ ٹھیک ہے۔ چل کے آغا جان سے ہی فیصلہ کروا لیتے ہیں۔" مہراہ نے سختی سے لب بھینچے۔ درحقیقت اس کا زور زور سے رونے کو جی چاہ رہا تھا۔

شاید اللہ تعالیٰ نے موحد آفندی نامی سزا دنیا میں ہی اس کے لیے تجویز کردی تھی۔ گھر پہنچ کر پورچ میں گاڑی رکتے ہی وہ فوراً" نیچے اتری اور دروازہ اس زور سے بند کیا کہ دونوں لڑکیوں نے کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے۔

"اسے ٹینشن کے دورے پڑتے ہیں کیا؟" موحد ملاحہ سے پوچھ رہا تھا اور وہ بے چاری شرمندہ ہو رہی تھی۔ اچھی بھلی خوش مزاج سی مہراہ کو نجانے کیا ہو گیا تھا۔ وہ تینوں مہراہ کے پیچھے ہی اندر داخل ہوئے تھے۔

"السلام علیکم۔۔۔"

اندر داخل ہو کر موحد نے خواتین کو لاؤنج میں براجمان پا کر بہ آواز بلند سلامتی بھیجی تھی۔

"موحد۔۔۔ ادھر تو دیکھو۔ بھلا کون آیا ہے؟" ثمو کی آواز میں چہکار سی تھی۔ سومیہ مسکراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی۔ تو اسے دیکھ کر موحد بری طرح چونکا۔ پھر اس کے تاثرات میں خوشگواریت بھر آئی۔

"آہ۔۔۔ مائی ڈیئرسٹ فرینڈ۔۔۔" موحد نے آگے بڑھ کر بڑی خوش دلی سے کہتے ہوئے بے تکلفی کے ساتھ سومیہ کا بڑھا ہوا ہاتھ تھاما۔

"کب سے آئی ہوئی ہو پاکستان۔ اب یاد آئی ہماری۔۔۔؟" وہ اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دے کر جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ سومیہ کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ چمکی۔

"کسی" کے رویے کی بدصورتی پردہ ذہن پر لحہ بھر کو جھلملائی تھی۔

"ایسے ہی بس۔۔۔" اس نے اپنے مرجھائے ہوئے لب و لہجے پر جیسے بشاشت کا لبادہ فوراً" ہی اوڑھ لیا۔

"مگر اب میں نے سوچ لیا ہے کہ دنیا میں ایک اچھے دوست سے بڑھ کے اور کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ اسے نبھانے میں ہمیشہ ترجیح دینی چاہیے۔" اس نے موحد کے مسکراتے چہرے پر نظر جما کر کہا۔

"بیٹھو۔۔۔" اس نے سومیہ کو اشارہ کیا۔ اور فرزین اور ملاحہ سے اس کا تعارف کرانے لگا۔ اس کا موڈ بہت فریش لگ رہا تھا۔

تعارف کے مرحلے سے گزرتی۔۔۔ موحد کے رویے کی نرمی اور توجہ کو جانچتی سومیہ دل ہی دل میں نمیر آفندی اور موحد آفندی کا تقابلی جائزہ لینے میں مصروف تھی۔
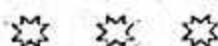
ایک محبت کا رشتہ تھا تو دوسرا دوستی کا۔۔۔ قدرت ہی جانتی تھی کہ سومیہ کا دل کس راہ کا مسافر ہونے والا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ اپنی تذلیل کا جتنا بھی ماتم مناتی کم تھا۔ دل تھا کہ کسی طور چین ہی نہیں پا رہا تھا۔ بیٹھتی تو تڑپ کر اٹھ کھڑی ہوتی۔ ٹہل ٹہل کر ٹانگیں شل ہو رہی تھیں۔ رونا تھا کہ تھمنے میں ہی نہ آتا تھا۔

"سمجھا کیا ہے اس خبیث انسان نے مجھے۔۔۔ جب جی چاہا جس کے سامنے چاہا ذلیل کر دیا اور پھر طلال کی بے عزتی۔۔۔ اف۔۔۔" اس سوچ کے ساتھ اس کے دل پہ ہاتھ پڑ تا تھا۔

"کیا سوچ رہا ہو گا وہ۔ اس طرح کی فیملی ہے ہماری۔ تنگ دل، تنگ نظر... اور یہ پہنچا کیسے وہاں؟ فرزین اور طلحہ پر بھی نگاہ رکھی ہوئی تھی اور مجھ پر بھی۔ یعنی باقاعدہ پلاننگ... اچانک تو پہنچ نہیں سکتا وہاں..."

اس کا دماغ سوچ سوچ کر دکھنے لگا تھا۔ رو رو کر آنکھیں سجالیں۔ واش روم میں پانی کا نل کھولے واش بیسن پہ جھکے اس نے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے تو ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ سوچ کا ایک نیا در وا ہوا تھا گویا۔

"تزئین... تزئین نے میری اور طلال کی باتیں سنی تھیں تو کیا اس نے...؟ اسے اپنی ہی سوچ پر یقین نہیں آیا۔ تولیے سے چہرہ تھپتھپاتے ہوئے اس کا ذہن سنسنا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

وقار آفندی اور زرنگار کی زندگی باہمی محبت اور اعتماد کے سہارے دھیرے دھیرے اپنی راہ پر گامزن تھی۔ فلیٹ کا کرایہ زیادہ تھا، سو دوستوں کے ہر تعاون کو ٹھکراتے ہوئے وہ زرنگار کو دو کمروں کے کرائے کے گھر میں لے آیا تھا۔

"یار دوست کیا صرف بھلے وقتوں کے لیے ہوتے ہیں؟" مظہر اور کاشف سخت خفا تھے۔ وقار کے ہونٹوں پر طمانیت بھری مسکراہٹ۔

"جب برا وقت آئے گا تب دیکھی جائے گی۔ ابھی تو سب بھلا ہی ہے۔" اس کا اطمینان قابل دید تھا۔

مگر خوشیوں کے دھیرے دھیرے جھولتے اس ہنڈولے کو شدید جھٹکا تب لگا جب وقار آفندی کو بنا کوئی توجیہہ پیش کیے نوکری سے جواب دے دیا گیا۔ وہ سخت پریشان تھا۔

"اتنا اچھا چل رہا تھا سب۔ کام بھی ٹھیک کر رہا تھا میں۔ پھر پتا نہیں کیوں... بنا نوٹس کے جواب دے دیا۔" اس سے کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا جا رہا تھا اور زرنگار کا بس نہیں چل رہا تھا اس کی ہر پریشانی خود میں سمو لے۔ اس نے اپنے اندر کی بے چینی کو دباتے ہوئے لبوں پر خوب صورت سی مسکراہٹ سجا کر لقمہ بنا کر اس کے منہ میں ڈالا۔

"اللہ کے رزق کو آگے رکھ کے انتظار نہیں کرواتے۔ گناہ ملتا ہے۔ رزق کی بے حرمتی ہوتی ہے۔" وہ مسکرا رہی تھی۔ وقار نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ لقمہ چباتے ہوئے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

ممتا کا دلکش روپ لیے... شانوں تک پہلے ماڈرن انداز میں کٹے بالوں کو اب سیدھی چوٹی میں باندھے وہ سادگی کا پیکر تھی... مگر بہت خوب صورت... وہ مثل ماہتاب تھی۔ ٹھنڈی روشنی دینے والا چاند... وقار آفندی کی زمین کا روشن ماہتاب۔

تھوڑے بھاری ہوتے وجود نے بھی اس کی خوب صورتی کو ماند نہ کیا تھا بلکہ ممتا کا یہ روپ اسے مزید دلکشی عطا کر رہا تھا۔

"کیا ہوا... کیا دیکھ رہے ہیں؟"

وہ اس کی نظروں کے جمود سے ناواقف نہیں تھی۔ مسکرا کر پوچھا تو وہ قدرے آزردہ نظر آیا۔ زرنگار نے دوسرا نوالہ آگے بڑھایا مگر اس نے منہ نہ کھولا۔

"کیا کیا نہیں سوچا تھا میں نے زری... ہمارے مستقبل کے لیے۔ تمہیں بڑی شان سے بیاہ کے آفندی ہاؤس لے جانے کا تہیہ کر رکھا تھا میں نے... اور نصیب میں لکھا گیا یہ کرائے کا دو کمروں کا مکان۔" زرنگار نے اس کی مایوسی اور آزردگی کو ہنسی میں اڑایا۔

"ہاہ... تو میں کہاں کی ملکہ تھی..."
"میرے دل کی ملکہ تو تھیں نا۔" وہ اب بھی سنجیدہ تھا۔
"وہ تو اب بھی ہوں۔ باقی حالات اور موسم تو آتے جاتے رہتے ہیں وقار۔ ان کی کیا ٹینشن لینا۔" وہ بھی سنجیدہ ہو گئی تھی۔
"دل میں کوستی تو ہو گی مجھے... یہ تنگ دستی... یہ کم مائیگی تمہارے تو خواب و خیال میں بھی نہ ہو گی۔"
"وقار..." اس کا دل واقعی تڑپ اٹھا تھا۔
"کیا ہو گیا ہے آپ کو... میں خوش ہوں... بہت خوش۔" وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولی تو وہ اس کا نوالے والا ہاتھ پرے کرتا اٹھ گیا۔ زرنگار نے نوالہ پلیٹ میں واپس رکھتے ہوئے دستر خوان سے ہاتھ صاف کیا اور بعجلت اٹھی۔
"کسے یقین دلا رہی ہو زری۔ مجھے یا خود کو...؟" وہ جانے اس پر ہنسا تھا یا خود پر۔
صحن میں سامنے لگے بیسن پر جا کر کلی کرنے لگا... ہاتھ منہ دھو کر وہ واپس آیا تو زرنگار نے سفید تولیہ اس کے ہاتھ میں تھمایا اور پلٹ کر کمرے میں چلی گئی۔
وقار ٹھٹکا۔ وہ ناراض ہو گئی تھی۔ تولیہ ریک پر لٹکا کر وہ اس کے پیچھے کمرے میں گیا۔
وہ پلنگ کے کنارے بیٹھی سر جھکائے چادر کے ڈیزائن پر انگلی پھیر رہی تھی۔ وقار کو خود پر افسوس ہوا۔ ایسے ہی ٹینشن کا شکار ہو کر اس کا بھی موڈ خراب کیا تھا۔
اس کے سامنے کھڑے ہو کر وقار نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر اوپر کیا تو نم آنکھیں اسے بے چین کر گئیں۔
"میں تو ایسے ہی... تم تو سیریس ہی ہو جاتی ہو یار۔ پتا تو ہے فضول بولتا رہتا ہوں میں۔"
"آپ ان حالات میں گزارہ کریں گے تو کیا میں نہیں کروں گی وقار؟ لاکھوں کے لالچ میں نہیں عزت کی روٹی کے لالچ میں آپ کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ پھر کیوں میرا دل دکھاتے ہیں۔ مکمل بھروسہ بھی نہیں کرتے' آدھا بھروسا تو دل توڑ دیتا ہے وقار۔" وہ بے حد آزردہ خاطر تھی۔ آنکھوں میں نمی اور لرزتے گلابی لب۔ وقار نے پشیمان ہو کر بے اختیار اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔
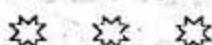
✡ ✡ ✡

آغا جان کا فون آیا تھا۔
سلام و دعا کے بعد انہوں نے ہنکارا بھرا اور طنز سے پوچھا۔
"کیا حال ہے برخوردار۔ عشق کا بھوت اترا یا ابھی بھی کچھ اثر باقی ہے؟"
"میں اس بھوت کے ساتھ... بہت خوش ہوں۔ آپ کام کی بات کریں۔" وقار نے رسان سے جواب دیا تو وہ تحکمانہ... رعونت سے بولے۔
"یہ ڈرامابازی چھوڑو... بہت جذباتیت دکھالی تم نے اور برداشت کر لی ہم نے۔ سیدھے گھر آؤ اب۔"
"تو پھر آپ بھی اپنی بہو کے استقبال کی تیاریاں کریں بابا جان۔" وہ بڑے اطمینان سے بولا۔
"بکواس بند کرو..." وہ تپ اٹھے۔ گرج کر بولے۔
"خبردار جو اس نطفۂ ناتحقیق کو دوبارہ سے اس گھر میں لانے کی بات کی ہو تو..." ان کی زبان سے زرنگار کے لیے

گالی سن کر وقار کی رگوں میں شرارے دوڑ اٹھے۔
"بابا جان...." وہ انہیں سختی سے ٹوک گیا۔
"اس کا ماضی جو بھی رہا ہو۔ اس کی موجودہ پہچان یہی ہے کہ وہ وقار آفندی کی بیوی اور آغا ذوالفقار آفندی کی بہو ہے۔"
"الو کے پٹھے.... خبردار جو ہمارا نام اس بے حمیت عورت کے ساتھ جوڑا...." وہ غیض و غضب کا شکار ہونے لگے۔
"تو پھر وقار آفندی کو بھی بھلا دیں۔ اس کا نام بھی اس عورت کے نام کے ساتھ جڑ چکا ہے بابا جان اور اب موت کے بعد ہی الگ ہوگا۔" اس کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔
بعض اوقات دل کے بہت قریب رہنے والے ہی دل دکھا جاتے ہیں۔ بس ہمیں پتا دیر سے چلتا ہے۔ اس کے اپنے بھی یہی کام کر رہے تھے.... اور بار بار کر رہے تھے۔ اور ہر بار زرنگار اس کے دل میں مزید اتر جاتی تھی۔ وہ اس کے اور قریب ہو جاتا تھا۔
"بہت پچھتاؤ گے وقار۔ واپس لوٹ آؤ اس سے پہلے کہ میں بھول جاؤں تم سے ہمارا رشتہ کیا ہے۔"
"بھول تو آپ چکے ہیں بابا جان...." ان کے تند و تیز لہجے کو وقار آفندی کی ٹھہری ہوئی پرسکون آواز نے کاٹ دیا۔
"جب مجھے تین بار نوکریوں سے جواب ملا.... بنا نوٹس کے نکالا گیا۔ تب ہی تھوڑی سی تحقیق کے بعد پتا چل گیا مجھے کہ آپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں.... اتنی کہ اپنے بیٹے کو ٹکے ٹکے کی نوکریاں کرنے ہی نہیں دے رہے۔ دیکھ ہی نہیں سکتے اتنی محنت کرتے ہوئے۔" دوسری طرف ایک دم خاموشی چھا گئی تھی۔
شاید آغا جان کو توقع نہیں تھی کہ وہ معاملے کی تہہ تک پہنچ چکا ہوگا۔ پھر وہ کھنکھار کر تنفر سے بولے۔
"محسوس کرو گے تو اس میں بھی ہمارا پیار پاؤ گے وقار آفندی۔" وہ تلخی سے مسکرا دیا۔
"تمہارا آفس.... تمہارا سونا کمرہ تمہارے انتظار میں ہے وقار! لوٹ آؤ گے تو سب بنا کچھ کہے تمہیں گلے سے لگالیں گے وقار.... مگر تنہا.... فقط وقار آفندی۔"
"اور وہ جو وقار آفندی اندر سے مر جائے گا بابا جان۔ اس کا کیا؟" وہ غم و اندوہ سے چور لہجے میں بولا۔
"ڈراموں، فلموں والے ڈائیلاگ مت بولو مجھ سے وقار...."
"قول دے کے پھرنے والے اندر سے مر ہی جایا کرتے ہیں بابا جان اور میں وعدہ کر کے مکرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اللہ حافظ۔" اس نے قطعیت سے کہہ کر لائن کاٹی اور پھر موبائل ہی بند کر دیا۔ وہ ذہنی انتشار کا شکار ہو رہا تھا۔
زرنگار ایسی حالت میں تھی.... اور وہ نوکری سے فارغ۔ دوستوں سے مدد لینا گوارہ نہ تھا کہ ان کے گھر والے بھی وقار سے ان کا میل جول اب خاص پسند نہیں کرتے تھے۔ کچھ آغا جان کی مہربانی۔ ان کے دوستوں کے جو بیٹے ہوئے۔
تب اس نے زرنگار کو لے کر سب کی نظروں سے روپوش ہو جانے کا سوچ لیا۔ کسی چھوٹے دور دراز محلے یا گاؤں میں.... جہاں آغا جان کی سوچ کی بھی رسائی نہ ہو.... مگر اب زندگی سے بدلے لینے کا وقت آن پہنچا تھا۔
زندگی سے بھی کوئی بچ سکا ہے بھلا؟
اور زندگی سے بچ کر صرف وہی بھاگ سکتا ہے.... جس کی موت آجائے۔

☆ ☆ ☆

دھاڑ کی آواز سے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تو آئینے کے سامنے کھڑی تزئین کے ہاتھ سے ہیئر برش گر گیا۔
"یا اللہ..." وہ لرز کے پلٹی۔ اور پھر دروازے میں مہماہ کو دیکھ کر اسے شدید غصہ آیا۔
"یہ کون سا طریقہ ہے کسی کے کمرے میں آنے کا...؟"
"میں بھی تم سے یہی سوال کرنے آئی ہوں کہ یہ کون سا طریقہ ہے کسی کی "زندگی" کسی کے "پرسنلز" میں آنے کا؟" وہ سرد لہجے میں تلخی سے پوچھ رہی تھی۔
تزئین نے چند سیکنڈز لیے اس کی بات سمجھنے کے لیے پھر سر جھٹک کر وہ پلٹی اور نیچے گرا ہیئر برش اٹھانے لگی۔
مہماہ کا یقین اور پختہ ہوا... یہ آگ تزئین کی لگائی ہوئی ہی تھی۔
"مجھے کوئی شوق نہیں کسی کے پرسنلز میں گھسنے کا۔ جس سے تمہیں مسئلہ ہے اس سے جا کے نمٹو۔ مجھے اپنے معاملات میں مت گھسیٹو۔" جواب کچھ دیر بعد آیا... اور ڈھٹائی سے بھرپور تھا۔
"گھسیٹ کے تو تم لائی ہوئی میرے پرسنل افیئر میں... موحد آفندی کو..." مہماہ نے دانت پیس کر کہا تو وہ بھی بگڑی۔
"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ سمجھیں... تم جا کے طلال سے ملو یا کسی ایکس وائی زیڈ سے۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے میں موحد آفندی کو بتاتی پھروں۔"
"اوہ..." مہماہ کے تاثرات میں درحقیقت تاسف اتر آیا... بے حد تاسف۔
"جو بات میں نے کہی ہی نہیں وہ خود تم نے کر دی تزئین۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے اسے آئے ہوئے اور تمہیں وہ اپنا بیسٹ فرینڈ لگنے لگا؟"
تزئین زبان پھسلنے پر ذرا سا گڑبڑائی مگر اب سنبھلنے اور بات سنبھالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔
"فضول باتیں کر کے میرا دماغ مت کھاؤ مہو۔ جو موحد کی اہمیت ہے اس گھر میں وہ اب سب پر واضح ہے۔ مجھے نہیں پتا تمہیں اس سے کیا مسئلہ ہے۔ مگر میرے لیے وہ کزن ہے... اور اس گھر کا ایک اہم ترین فرد۔ وہ گھر کے کسی بھی معاملے سے الگ نہیں ہے۔"
"کسی معاملے سے ہو یا نہ ہو مگر میرے ہر معاملے سے وہ شخص الگ ہے تزئین۔" وہ غصے کے مارے اونچی آواز میں بولی۔
"اور تمہیں اس کے ساتھ مجھے ڈسکس کرنے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر اتنا ہی عزیز کزن ہے تمہارا تو تم اپنے پرسنلز ڈسکس کر سکتی ہو اس کے ساتھ۔ وہ بھی بصد شوق... مجھے قطعاً" کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"
تزئین کا چہرہ لال پڑا۔
"مجھے چیپ لڑکیوں کی طرح "پرسنلز" رکھنے کا کوئی شوق نہیں۔" اس نے طنز کیا تھا۔
مہماہ نے لحہ بھر کو تھم کر اسے دیکھا پھر ٹھنڈے لہجے میں بولی۔
"اور اگر... طلال تمہیں مل جاتا... تو تمہارے خیالات یقیناً" کچھ اور ہی ہوتے... پھر تمہیں بھی کوئی اعتراض نہ ہوتا "چیپ لڑکی بننے پر۔"
اس طنز پر تزئین کا رنگ ایکدم سے فق پڑا۔ اس نے اڑی رنگت کے ساتھ مہماہ کو دیکھا۔
وہ بات جو وہ آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر بھی نہیں کرتی تھی وہ مہماہ آفندی کے دل تک کیسے پہنچی؟
"مگر ایک بات یاد رکھ لو تزئین... ملا وہی کرتا ہے جو قسمت میں لکھا ہو۔ دوسروں سے چھین کر اپنا نصیب نہیں

بنایا جا سکتا۔"

وہ بہت سرد مگر تلخ لب و لہجے میں کہہ کر رکی نہیں تھی۔

اور تزئین اس کے جانے کے کئی لمحوں کے بعد اس کے پاؤں جنبش کر پائے۔

"لعنت ہے تم پر مہ ماہ آفندی.... "اس کی آنکھوں میں لالی سی اتر آئی۔

"مگر تم جانتیں نہیں تم نے کس کے دل پر ہاتھ ڈالا ہے۔ ابھی تو محض موحد آفندی کو تمہارے پیچھے لگایا ہے۔ جانتی نہیں ہو اسی کے ہاتھوں تمہیں برباد بھی کروا سکتی ہوں۔"

بعض انسان اوقات خود کو خدا سمجھنے لگتا ہے.... مگر اللہ "سمجھنے" سے نہیں "ہونے" سے ہوا کرتا ہے اور یقیناً" کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا۔

☼ ☼ ☼

پھپھو کے بے پناہ اصرار کے باوجود وہ ان کی طرف نہیں ٹھہری تھی۔

"ماما اتنا اصرار کر رہی ہیں رک جاؤ چند ایک دن۔" موحد نے بھی ثمرہ کا ساتھ دیا تھا۔ سومیہ مسکرا دی۔

"دوریاں محبت بڑھاتی ہیں موحد.... دور رہوں گی تو پھپھو روز یاد کیا کریں گی۔ اور جب یاد کریں گی تب میں آجاؤں گی۔"

"ہاں.... یہ تو ہے۔ قریب رہنے والے کو بندہ یاد نہیں کر سکتا۔" وہ ہنسا تھا۔ گویا سومیہ کے فقرے کی داد دی۔

اور اب.... وہ ہاسٹل واپس آئی تو بستر پر بیٹھتے ہوئے جوتے اتارے اور بیگ ٹٹول کر اپنا موبائل نکالا۔ کال لاگ چیک کیا۔

نمیر آفندی کے نمبر سے ایک بھی کال نہ تھی۔

سومیہ کا دل عجیب سی کیفیت میں گھرنے لگا۔ تو کیا یہ طے تھا کہ جس اکھڑے بے نیاز شخص پہ اس کا دل آیا تھا وہ اس کے نصیب میں نہیں تھا؟

اس نے بددلی سے موبائل بستر پر پھینکا اور آنسو پیتی وہیں دراز ہو گئی۔ نجانے اسے کتنی دیر ہوئی تھی ایسے لیٹے۔ وہ غنودگی کی کیفیت میں تھی جب اس کو موبائل بجنے لگا اور وہ بڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ پہلے تو اسے آواز کا منبع سمجھ میں ہی نہیں آیا تھا پھر موبائل کی جگمگاتی اسکرین نے حواس ذرا بحال کیے۔

نمیر وقار آفندی.... اس نے بے یقینی سے اس جگمگاتے نام کو دیکھا دل بے اختیار ہی خوش فہمی کا شکار ہونے لگا۔ وہ چاہے اس سے لڑتا جھگڑتا یا بدزبانی کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اس سے تعلق نہیں توڑنا چاہتا تھا۔ یہ کال گواہ تھی اس بات کی۔

ہلکی سی مسکراہٹ لیے اس نے کال اٹینڈ کرتے ہوئے موبائل کان سے لگا لیا۔

"ہیلو.... کیسے ہو....؟" پچھلی لڑائی کو ہمیشہ کی طرح یکسر بھلاتے ہوئے سومیہ نے بشاشت سے پوچھا۔

"میں تمہارے ہاسٹل کے باہر موجود ہوں.... ویٹنگ فار یو۔" وہ سنجیدگی سے بتا رہا تھا۔ سومیہ کے دل نے ایک دھڑکن مس کی۔

"ہاں.... تو؟" دھڑکنوں کی بے ترتیبی کو سنبھالتے ہوئے وہ شوخی سے پوچھنے لگی۔

"تو یہ کہ مجھے تمہارا تھوڑا وقت چاہیے۔ ضروری بات کرنی ہے۔"

"اگر تو اپنے رویے کی معافی مانگنی ہے تو فون پہ ہی مانگ لو۔ میں معاف کر دوں گی۔" سومیہ اپنے مخصوص شوخ انداز میں بولی۔

"کم آن سومی.... آرہی ہو یا میں جاؤں؟" قطعیت سے بھرپور بے زار لہجہ۔
"اف.... "سومیہ کا دل بے اعتنائی کے اس انداز پر سینے میں لوٹ کر رہ گیا۔
"او کے۔ آئی ول ٹرائی۔ اگر وارڈن نے اجازت دی تو۔ دراصل ابھی باہر سے آئی ہوں میں۔" مسکرا کر کہا۔ تو اس نے بات کاٹی۔
"وارڈن سے بات کر چکا ہوں میں۔ تم بس اسے اپنی شکل دکھا کے باہر آجاؤ۔"
"اللہ رے.... اتنا کانفیڈینس؟ میں تو جیسے انکار کر ہی نہیں سکتی نا آنے سے۔"
سومیہ نے طنز سے کہا مگر نمیر نے لائن کاٹ دی تھی۔ سومیہ نے جلدی سے جھک کر دیکھتے ہوئے جوتوں میں پاؤں پھنسائے، دوپٹہ کھینچ کر شانے پہ ڈالا اور موبائل شولڈر بیگ میں ڈالتی دروازے کی طرف لپکی اور ساتھ ہی بڑبڑائی۔
"اور اس کا کانفیڈینس صحیح بھی ہے۔ کون کافر اس کے بلانے پہ جانے سے انکار کر سکتا ہے۔"
ہاسٹل کے گیٹ کے سامنے وہ گاڑی میں موجود تھا۔
وہ مسکراتی ہوئی اگلا دروازہ کھول کر اس کے برابر براجمان ہو گئی۔ وہ اسے لیے قریبی پارک میں چلا آیا۔
جہاں شام ہوتے ہی لوگوں کی آمدورفت اور بچوں کی چیخ و پکار کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔
وہ قدرے ہٹ کر ایک طرف بینچ پر آبیٹھے۔
اور اس دوران اس کے قدم سے قدم ملا کر چلتی سومیہ خوش فہمیوں کے نجانے کون کون سے محل تعمیر کر چکی تھی۔
وہ دونوں پارک میں کچھ دور کھیلتے بچوں اور خوش گپیاں لگاتی خواتین کو دیکھ رہے تھے۔ دونوں کے مابین اس محسوس کن خاموشی نے سومیہ کو تھوڑا سا نروس کیا۔
"میرا نہیں خیال کہ تم نے مجھے یہاں محض پارک کی رونق دکھانے کے لیے بلایا ہے۔" وہ اس کی خاموشی پر طنز کرتے ہوئے بولی۔ نمیر نے چہرہ گھما کر اس کی طرف دیکھا۔
"تم "آفندی ہاؤس" کیوں گئی تھیں؟"
سومیہ لمحہ بھر کو چپ رہ گئی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ نمیر آفندی اس سے اس بارے میں بھی پوچھ سکتا ہے۔ پھر اسے جتا کر بولی۔
"وہ میری پھپھو کا بھی گھر ہے نمیر...."
"سو واٹ....؟ میں نے تم سے کہا تھا کہ تم وہاں نہیں جاؤ گی اور نہ کبھی میرے متعلق کوئی بات کرو گی۔" وہ تیز لہجے میں بولا تو سومیہ کو بھی غصہ آیا۔
"تم کیا سمجھتے ہو.... میں وہاں تمہارے خلاف کوئی پروپیگنڈہ کرنے گئی تھی....؟"
"جو میں نے کہا ہے اس کا جواب دو سومیہ...."
وہ سرد لہجے میں بولا سومیہ کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔
"ہاں، ہے جواب میرے پاس نمیر وقار آفندی.... اور وہ یہ کہ جیسے تم خود اکیلے ہو اپنی ذات میں، ویسے مجھے بھی اس دنیا میں اکیلا کر دینا چاہتے ہو۔ اس گھر میں میری پھپھو ہیں، میرے بچپن کا دوست ہے۔ کس کے لیے انہیں چھوڑ دوں؟ تمہارے لیے؟ تو پھر میرے ہو کے رہو نمیر آفندی۔ پھر اپنی منواؤ مجھ سے۔" وہ پھٹ پڑی تھی۔
"اب یاد آیا ہے تمہیں اپنے بچپن کا دوست؟" وہ تلخ ہوا۔

"جب جب تم میرا دل توڑو گے تب تب مجھے وہ یاد آئے گا۔ اور بھولا تو وہ کبھی بھی نہیں تھا نمیر!... مگر تمہارے رنگ اتنے گہرے آئے مجھ پر کہ اس کا عکس دھندلانے لگا..." سومیہ کی آواز لرزی تھی۔

"اور اب جب تمہاری بے اعتنائی سے گھبرا کر میں اس کی طرف لوٹی ہوں تو تم سے وہ بھی برداشت نہیں ہو رہا۔"

"اس گھر سے دور رہو سومیہ..." وہ بھنچے بھنچے لہجے میں سامنے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ لحہ بہ لحہ اس کی آواز کی تپش بڑھ رہی تھی۔

"اس گھر نے لوگوں کو دکھوں کے علاوہ کچھ دیا بھی ہے تو وہ ہے دربدری... یہ آفندی ہاؤس والوں کا شیوہ ہے... پہلے انہوں نے میرے باپ کو وہاں سے نکالا۔ پھر مجھے اور میری ماں کو... ذلیل کر کے دھتکار کے... اس کے بعد موحد اور اس کی فیملی کو۔"

"مگر اب موحد اس گھر میں ہے نمیر..."

سومیہ نے احتجاج کیا تھا۔ نمیر نے چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ سومیہ کو اس کے تاثرات میں عجیب سی سختی دکھائی دی۔

"تمہیں کیا معلوم وہ کیا پلان لے کر اس گھر میں واپس آیا ہے...؟" سومیہ سناٹے میں آگئی۔

"نمیر..." بے یقینی سے بے آواز اسے پکارا۔

"اس گھر سے دور رہو سومیہ۔ اور اگر پھپھو کی محبت اتنا ہی جوش مار رہی ہے تو فون پہ بات کر لیا کرو... مگر نو مور موحد آفندی۔" وہ آخر میں دانت پیس کر بولا تو پہلی بار سومیہ کو اس کی بات پر شدید غصہ آیا۔

"کیوں نمیر وقار آفندی! کس رشتے سے تم یہ رعب مجھ پر جمار ہے ہو؟" وہ پھنکاری تھی۔

"میں کسی بھی رشتے سے تم پر رعب نہیں ڈال رہا۔ بس تمہیں وارن کر رہا ہوں۔ دوستی رہی ہے تم سے۔" وہ عام سے لہجے میں بولا تو سومیہ بھیگی سی ہنسی ہنس دی۔

"ہاں... دوستی...؟"

"وہ دوستی جس کو نبھا صرف میں رہی ہوں نمیر... مگر اب میں وہی کروں گی جو میرا دل چاہے گا۔" وہ تلخی سے باغی انداز میں بولی۔

"ہنہہ... اور تمہارا دل چاہ رہا ہے موحد آفندی کی دوستی؟"

"ہاں..." اس کے جتانے والے انداز پر وہ ضدی انداز میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیونکہ موحد آفندی کے سینے میں جو دل ہے وہ نمیر وقار آفندی کا نہیں ہے..."

وہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔ اس کا رخ گیٹ کی جانب تھا اور پیچھے نمیر آفندی بت بنا بیٹھا تھا۔

☼ ☼ ☼
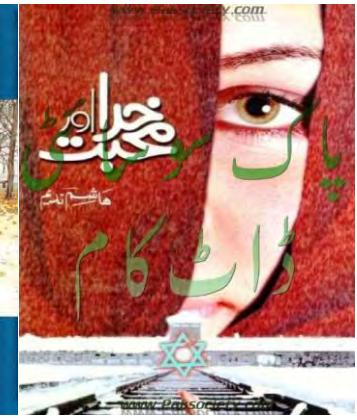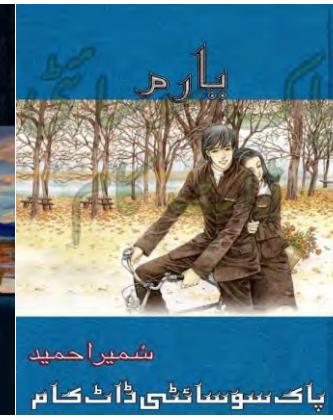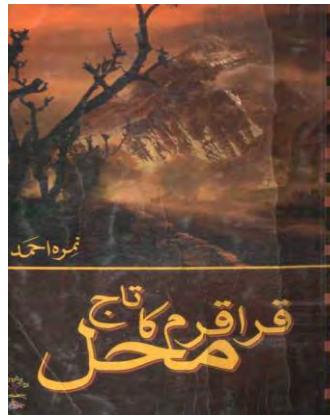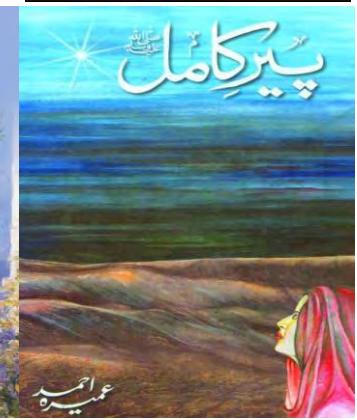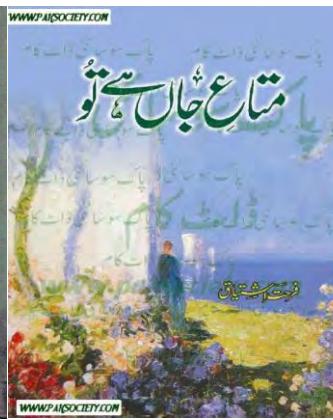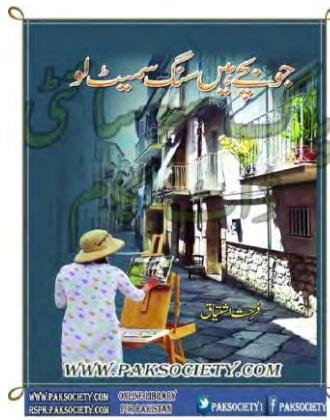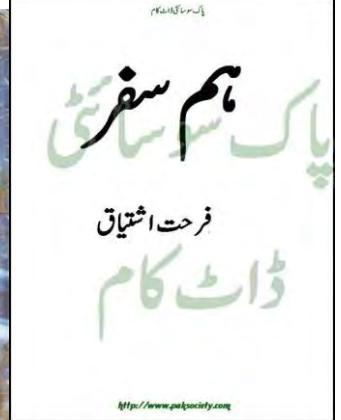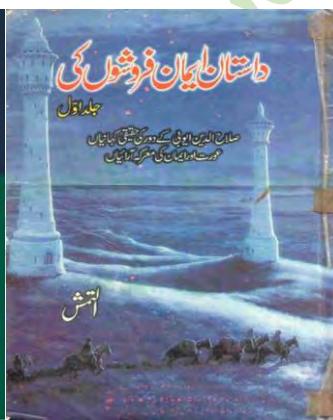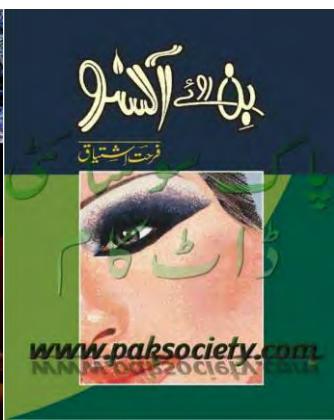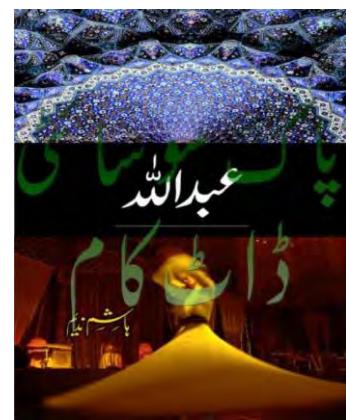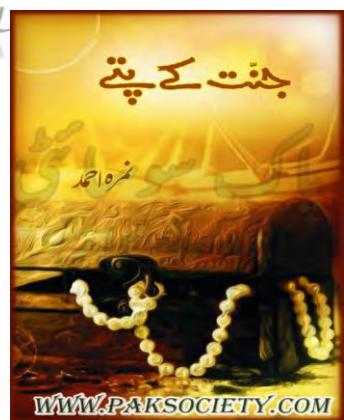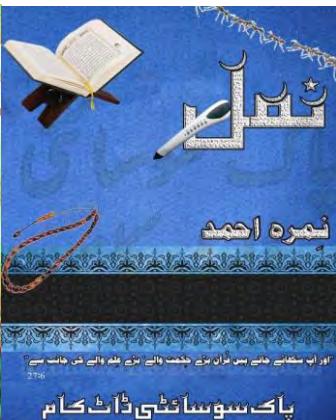
آج وقار آفندی خوب گرج برس کر گیا تھا۔

آغا جان اسے دو کرائے کے گھروں سے نکلوا چکے تھے اور وہ اسی بات کا احتجاج کرنے آفندی ہاؤس آیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد ماں جی پہلی بار دکھے دل سے آغا جان کے سامنے رو پڑیں۔

"کیا کر رہے ہیں آپ اس کے ساتھ۔ اس کی زندگی کو اور مشکل مت بنائیں۔ دردر کی ٹھوکریں تو پہلے ہی کھا رہا ہے وہ۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

"ماؤں والے آنسو مت بہاؤ رابعہ خاتون۔" انہوں نے تحکم بھرے انداز میں کہتے ہوئے بے زاری دکھائی۔

"ماں کی گود میں کیسا سکون ہوتا ہے' یہ بچے کو زمین پر اترنے کے بعد ٹھوکریں کھا کے ہی پتا چلتا ہے۔ ہر ٹھوکر کھانے کے بعد وہ والدین کے پاس روتے ہوئے آتا ہے۔۔۔ اسے بھی ٹھوکریں کھلا رہا ہوں تاکہ اسے یہاں کی عیاشی کی قدروقیمت معلوم ہو۔" ان کا اپنا ہی فلسفہ تھا۔

جس میں کوئی جذباتیت نہ تھی۔ بس سفاکی اور قطعیت۔

"مگر ماں کا کلیجہ تو کٹ گیا نا اپنے لاڈلے کو ٹھوکریں کھاتے دیکھ کر۔" وہ تڑپیں۔

"اب وہ وقت دور نہیں رابعہ خاتون' جب وہ خود اس غلاظت کی پوٹ کو ٹھوکر مار کر واپس لوٹے گا۔"

"وہ نہیں لوٹے گا۔۔۔ آغا صاحب۔ اس کے پیروں کی زنجیر بہت پکی ہے اب۔" وہ بلک اٹھیں۔

"جذباتی مت بنو۔ آغا ذوالفقار خان کی بیوی کو تو شیرنی ہونا چاہیے۔ میں خود ان زنجیروں کو توڑوں گا۔ تم فکر مت کرو۔ یہ سب عارضی کشش ہے اس کے لیے۔"

وہ بڑے غرور بھرے انداز میں بولے تو ماں جی نے سسکی بھری۔

"اب کی بار یہ زنجیر دائمی ہے آغا صاحب! باپ بننے والا ہے وہ۔ اولاد کی بیڑی پیروں میں ڈال کے پوری طرح سے اپنی قید میں کر لیا ہے اس جادوگرنی نے ہمارے بچے کو۔" ان کی آواز میں برسوں کے نوحے تھے۔ اولاد سے بچھڑنے کا غم تھا۔ اور دکھ کی آنچ۔

مگر آغا جان پر تو گویا صدمے کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا اس خبر سے۔

"اس طوائف زادی سے بچہ جنوائے گا۔۔۔ اور وراثت چلائے گا ہماری وہ!" وہ کف اڑاتے اپنی اولاد کو بھی گالیوں سے نواز رہے تھے۔

"آغا ذوالفقار خان کی وراثت ایک طوائف کا بیٹا چلائے گا۔۔۔" ان کے غیض و غضب سے آفندی ہاؤس کے در و دیوار لرز اٹھے تھے اور سب نے دلوں پر مہر لگالی۔

"وقار آفندی کا بچہ اگر بیٹا بھی ہوا تو وہ وراثت کا حقدار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔"

مگر قسمت۔۔۔۔ بندے قسمت!

یہ قسمت ہی ہے' جو ذرے کو آفتاب بنا کر فقیروں کے سر پہ تاج سجا دیا کرتی ہے۔ وقار آفندی تو قسمت سے مار کھا گیا مگر اس کی نسل۔۔۔ اس کا نمیر وقار آفندی۔۔۔ قسمت کا سکندر بننے والا تھا۔ لیکن تقدیر کے لکھے کو کون جان پایا ہے ماسوائے اللہ کے۔

☆ ☆ ☆

"آغا جان رحم کر دیں اس پر۔ مانا کہ اس نے بہت سنگین غلطی کر دی ہے مگر اتنی کڑی سزا تو مت دیں اسے۔" فاران آفندی بڑی ہمت کر کے ان کے سامنے بڑی عاجزی سے التجا کر رہے تھے۔ اور اسٹڈی کے دروازے کے ہر کان لگائے کھڑی ثمرہ کا دل بے ترتیبی سے دھڑک رہا تھا۔

"تم بھی کم بڑی غلطی نہیں کر رہے فاران اس کی حمایت میں کھڑے ہو کر۔ اولاد نافرمان ہو جائے تو والدین سزا دے کر ہی سدھارا کرتے ہیں۔" وہ طنز سے گویا ہوئے۔ ساتھ ہی جتا بھی دیا۔

"سزا تو مل گئی اسے آغا جان۔ دربدر ہو گیا۔ عیاشی کرنے والا' پتا نہیں تین وقت کا کھانا بھی کھا پاتا ہے ڈھنگ سے یا نہیں۔" وہ دکھ سے بوجھل لہجے میں بولے تو آغا جان کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"بچے کو کھانا نہ ملے تو وہ ماں کی طرف دوڑتا ہے فاران۔ وہ بھی آئے گا۔"

"اس کی بیوی.... آغا جان' فیملی بننے والی ہے اس کی۔" وہ جھجکے۔

"بس....." وہ ہاتھ اٹھا کر گرجدار آواز میں بولے۔

"بند کردو اس بات کو اب۔ جہاں اس غلاظت کو رکھا ہوا ہے وہیں اس گندگی کی پوٹ کو بھی رکھے۔" ان کا انداز حقارت و تنفر سے پر تھا۔

فاران کی نوک زبان تک بہت کچھ آیا مگر.... حد ادب۔ وہ وہاں سے نکل آئے۔ جن کے دلوں پر مہریں ثابت ہو چکی ہوں انہیں کوئی دلیل متاثر نہیں کر سکتی۔ ثمرہ کے ساتھ کمرے کی طرف اٹھتے ان کے قدم بہت بوجھل تھے۔

☆ ☆ ☆

طلال کی فون کال آئی تو مہپاہ کا دل سکڑ کر پھیلا۔ وہ دل ہی دل میں وہ باتیں یاد کرنے لگی جو کل سے وہ جوڑ رہی تھی طلال کو بتانے کے لیے۔

ہیلو ہائے کے بعد وہ سیدھا اسی بات پر آیا تھا۔

"کیا ہوا تھا مہر.... آغا جان نے کچھ کہا تو نہیں تمہیں؟"

"ارے....." وہ زبردستی ہنسی۔

"میں بڑی لاڈلی پوتی ہوں آغا جان کی۔ مجھے کچھ نہیں کہتے وہ۔"

"اور وہ تمہارا کزن.... سو کالڈ کزن....." طلال کا حلق تک کڑوا ہوا تھا موحد کا کرتے ہوئے۔

"کس قدر مس بی ہیو کیا ہے اس نے۔ اسے تمیز نہیں گھر کے ہونے والے داماد سے کس طرح پیش آیا جاتا ہے۔" وہ غصے میں تھا۔

"کم آن طلال۔ دفع کرو اسے۔ اس کو بس اتنی ہی تمیز ہے۔" مہپاہ نے اس کا موڈ ٹھیک کرنا چاہا۔

"میں اس طرح کے رویے کا عادی نہیں ہوں مہر۔ میں زندگی میں دوبارہ کبھی اس شخص کے منہ نہیں لگنا چاہتا ہوں۔"

"تو میں کہاں پسند کرتی ہوں اس کے منہ لگنا۔ یہ تو آغا جان نے اسے سر چڑھا رکھا ہے۔ بس۔"

مہپاہ جلد از جلد بات کو ختم کرنا چاہتی تھی۔

"تم آغا جان کو بتاؤ مہر.... کس طرح روڈلی بی ہیو کیا ہے اس نے مجھ سے۔ اسے مجھ سے سوری کرنا چاہیے۔" طلال کی سوئی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"اف....." مہپاہ کراہ کر رہ گئی۔ (وہ تو مر کے بھی سوری نہ کرے۔)

"فارگیٹ اٹ طلال۔ کسی کی بکواس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمارا جو رشتہ ہے وہی رہے گا۔ وہ تو آیا ہی اس گھر میں فساد پھیلانے ہے اور مجھ سے تو کچھ خاص ہی دشمنی ہے اس کی۔" مہپاہ نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"میں اپنی انسلٹ نہ تو بھولتا ہوں اور نہ ہی برداشت کرتا ہوں مہر! اور یہ بات اپنے اس ڈبل بیٹ کزن کو بھی سمجھا دینا' ورنہ مجھے خود بھی بہت اچھی طرح سمجھانا آتا ہے۔"

"غلطی میری بھی ہے طلال.... مجھے پتا تھا کہ ہمارے گھر کے مردوں کو یہ بات پسند نہ آتی یوں اکیلے ملنے کی۔ پھر بھی میں نے تمہاری بات مان لی۔"

مہپاہ نے آئندہ کے لیے گویا پیش بندی کی کوشش کی۔ موحد کا کیا اعتبار.... کہاں کہاں ان کی زندگی میں دخل اندازی کرنے والا تھا۔

مگر طلال سن کر یوں بھڑ کے گا یہ مہماہ کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔
"واٹ... یعنی وہ جو کر کے گیا وہ صحیح تھا۔ میری بات مان کے غلطی کی تھی تم نے؟؟"
"نن... نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ اس نے تو غلط ہی کیا خیر۔ لیکن آغا جان کے اصولوں کے سامنے تو میں جاوت نہیں کر سکتی نا۔" وہ ذرا دھیمی پڑی مگر جو غصہ رہ رہ کر موحد پر آ رہا تھا وہ اللہ ہی جانتا تھا۔
"مجھے تو لگتا ہے تمہیں اس انسلٹ سے کوئی فرق ہی نہیں پڑا۔ میرا تو اس بندے کو شوٹ کرنے کو دل کر رہا ہے۔"
"کم آن طلال۔ بس کرو اب ایک تو میں پہلے ہی پریشان ہوں۔ اوپر سے تم ٹینشن دیے جا رہے ہو۔ میری زندگی میں کون سا اس بندے نے آ کے پھول کھلا دیے ہیں۔ میرے لیے بھی راستے میں بچھے کانٹوں جیسا ہے وہ۔"

وہ بھی بگڑی۔ تب کہیں جا کے طلال ذرا مدھم پڑا۔ اور پھر اگلے پانچ منٹ اس نے مہماہ کو منانے میں لگائے۔
اس کے بعد کی گفتگو نارمل تھی۔
مگر مہماہ کے دل میں موحد آفندی کے خلاف لاوا پکنے لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

سومیہ کو ہاسٹل ڈراپ کرنے کے بعد وہ کافی دیر تک منتشر ذہنی کیفیت لیے سڑکوں پہ گاڑی دوڑاتا رہا۔
پاگل... بے وقوف ہے یہ لڑکی۔ بھلا اتنے ستم اٹھا کر در بدر پھر کر اگر نمیر آفندی اپنا دامن خالی لیے پھر رہا ہے تو پھر موحد آفندی تمہیں کیا دے سکتا ہے بھلا... وہ بھی تو چودہ سالوں کا بن باس کاٹ کے اب لوٹا ہے۔ اس نے بھی تو وہی تکلیفیں سہی ہیں کم یا زیادہ سہی، مانو نمیر وقار آفندی اور موحد آفندی ایک ہی آئینے کے دو رخ ہیں مگر یہ جذباتی لڑکی۔ جانے کیا کھوجنا چاہتی ہے۔ نمیر آفندی اور موحد آفندی کے دلوں میں مماثلت تلاشتی ہے۔
کہیں جذباتیت میں آ کر میرا کھیل نہ بگاڑ دے۔

تو پھر... اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے... موحد آفندی جانے اور سومیہ۔
تھک ہار کر یہی سوچ اس کے ذہن میں ٹھہری گئی تو دماغ کی تنی ہوئی طنابیں جیسے ڈھیلی پڑ گئیں۔
ہاں۔ جو نمیر وقار آفندی نہیں سنبھال سکا... اسے موحد فاران آفندی اپنے طریقے سے ہینڈل کر لے گا۔
وہ گاڑی کو گھر کے راستے پر ڈالتا قدرے پر سکون کیفیت میں تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس کا دماغ لحہ بھر کے لیے چکرا کر رہ گیا۔ اس کے آراستہ کمرے کی گویا اینٹ سے اینٹ بجادی گئی تھی۔ بیڈ شیٹ گھسیٹ کر زمین پر پھینک دی گئی تھی۔ دیواروں پہ لگی تین چھوٹی فریم شدہ تصویریں زمین بوس تھیں اور لینڈ اسکیپ کا کینوس گویا کسی نے چھری یا تیز دھار آلے سے چیر ڈالا تھا۔ وہ چوکس اعصاب لیے دروازے کے قریب کھڑا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی الماری کے دونوں پٹ وا تھے اور اس کے کپڑوں کا تیا پانچہ ہوا بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔
اس نے کام والی کو آوازیں دینی شروع کیں تو آفندی ہاؤس میں موحد آفندی کی بلند و بانگ آواز نے بھگدڑ سی مچا دی۔
"کیا بات ہے... کیا مسئلہ ہو گیا زبیدہ اپنے کوارٹر میں ہو گی اس وقت..." تائی جان کو اس کے انداز پر غصہ تو

بہت آیا کہ انہیں اپنی نیند بہت عزیز تھی۔

"یہ..... یہ ہوا ہے۔" اس نے ہاتھ مار کر پورا دروازہ وا کر دیا تاکہ وہ سارا منظر آسانی سے دیکھ سکیں۔ ایک بار تو وہ بھی تھرا کے رہ گئیں۔

"چور..... چور تو نہیں آیا تھا.....؟"

"کیا ہوا موحد.....؟" ثمرہ گھبرائی ہوئی آئیں اور اس کا بازو تھام کر گویا یقین کرنا چاہا کہ وہ بالکل خیریت سے ہے۔

"میرے کمرے کا حشر دیکھیں۔ بھوت ناچ کے گئے ہیں یہاں کیا؟" وہ تپ کر بولا۔ ثمرہ آگے بڑھیں تو ان کے قدم جیسے زمین نے جکڑ لیے۔ موحد نے اندر جا کے باتھ روم چیک کیا۔ کوئی بھی ذی نفس موجود نہ تھا۔ ماسوائے اس کے کارنامے کے۔ باتھ روم میں بھی اس کا سارا شیونگ باکس اوندھا پڑا تھا۔ آغا جان تک بات پہنچی تو رات کے اس پہر انہوں نے زبیدہ اور اس کی دونوں بیٹیوں کو لائن حاضر کر لیا۔ وہ تھر تھر کانپنے لگیں۔

"صاحب جی ہمارا کیا لینا دینا..... ہم تو یہاں کام سنوارنے کو ہیں نہ کہ بگاڑنے کو۔"

"زبیدہ قابل اعتماد ملازمہ ہے آغا جان....." تائی جان نے دبے لفظوں کہنا چاہا تو وہ گرجے۔

"تو پھر نا قابل اعتماد کون ہے اس گھر میں۔ کس نے ادھم مچایا ہے موحد کے کمرے میں؟" تائی جان اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔ ہاں تیز نظروں سے مبین آفندی کو ضرور دیکھا۔ بہر حال زبیدہ اور اس کی بچیوں کی ثمرہ نے ہی جان بخشی کرائی۔

"تم میرے کمرے میں آجاؤ موحد....." ثمرہ نے اس کا بازو دبوچا۔

"زبیدہ نے کمرہ ٹھیک کر دیا ہے ماما۔ ایوری تھنگ از فائن۔" وہ نرمی سے مسکرایا۔

"نہیں موحد..... پتا نہیں کیا چیز تھی، جس نے کمرے کو یوں الٹ پلٹ دیا۔ میرا دل نہیں مان رہا بچے۔" وہ خوف زدہ تھیں۔

"اُفوہ....." اس نے ان کے شانے پر ہاتھ پھیلایا اور ان کے کمرے کی طرف چل دیا۔

انہیں نیند کی گولی کھلائی۔ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر ادھر ادھر کی گپیں ہانکیں اور جب وہ غنودگی کی کیفیت میں گئیں تو لائٹ آف کر کے باہر نکل آیا۔ بستر پر لیٹا وہ اسی بارے۔ جوڑ توڑ میں مصروف تھا۔ پھر ایک دم سے اٹھ بیٹھا۔

"مائی گڈنیس..... میں نے مہماہ آفندی کے بارے میں کیوں نہ سوچا.....؟" اس کے ذہن میں جھماکا ہوا تھا۔

تو یہ ہنگامہ کسی بھوت کا نہیں بلکہ ایک چڑیل کا مچایا ہوا تھا۔ موحد کو پکا یقین تھا۔

اگلی صبح ایک اور سنگین واقعہ ہوا۔ سب ناشتے کی ٹیبل پر آ کر بیٹھے تو موحد نے آتے ہی آغا جان کی کرسی گھسیٹی اور اونچی آواز میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔

تائی جان نے بے اختیار اسے ٹوکنے کو لب کھولے مگر پھر فوراً" ہی مبین صاحب کو جوس کا گلاس تھمانے لگیں۔ ان کا خیال تھا کہ اب آغا جان ہی آ کر اس خود سر وارث سے نمٹیں گے۔ مگر مہماہ نے اسے اونچی آواز میں ٹوکا۔

"یہ تمہاری جگہ نہیں ہے۔" ڈائننگ روم میں ایک دم سے خاموشی چھا گئی سب نے مہماہ کو دیکھا۔ اور موحد آفندی یوں چونکنے کی اداکاری کرتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا کہ اگر وہ اس کا دشمن اول نہ ہوتا تو وہ اس کی اداکاری کے لیے کسی ایوارڈ کے لیے اسے ضرور نامزد کرتی۔

"کون..... میں؟ میری بات کر رہی ہو تم.....؟" وہ جیسے بڑی حیرت سے پوچھ رہا تھا۔ وہ تپی۔

"جی ہاں۔ تم ہی سے کہہ رہی ہوں میں (بہرے) یہ جگہ آغا جان کی ہے۔"

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد	صائمہ اکرام	عُشنا کوثر سردار	اشفاق احمد
نمرہ احمد	سعدیہ عابد	نبیلہ عزیز	نسیم حجازی
فرحت اشتیاق	عفت سحر طاہر	فائزہ افتخار	عنایت اللّٰہ التمش
قُدسیہ بانو	تنزیلہ ریاض	نبیلہ ابر راجہ	ہاشم ندیم
نگہت سیما	فائزہ افتخار	آمنہ ریاض	مُمتاز مُفتی
نگہت عبدُاللّٰہ	سباس گُل	عنیزہ سید	مُستنصر حُسین
رضیہ بٹ	رُخسانہ نگار عدنان	اقراء صغیر احمد	علیمُ الحق
رفعت سراج	اُمِ مریم	نایاب جیلانی	ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

"اچھا..." وہ اٹھا۔ آگے پیچھے سے کرسی کا جائزہ لیا اور پھر سے بیٹھتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں بولا۔
"مگر اس پہ نہ تو کسی کی نیم پلیٹ لگی ہے اور نہ ہی نمبر پلیٹ۔" تزئین نے سلگتی نظروں سے مہرماہ کو دیکھا۔ تو اس کا خفت سے تپتا چہرہ دیکھ کر دل میں ٹھنڈک سی اتر گئی۔
"تم..." وہ جلبلا کر کچھ کہنے لگی تھی کہ تائی جان نے سختی سے اس کا ہاتھ دبوچ کر اسے اس کی کرسی پر کھینچ کر بٹھا دیا۔
"چپ کر کے ناشتا کرو تم..." اسی وقت آغا جان چلے آئے تو باقی سب نے جہاں دم سادھا وہیں مہرماہ نے بھی منتظر نظروں سے آغا جان کو دیکھا۔
جیسے بچپن میں ان کی پوتیوں میں سے کوئی اگر ان کی جگہ پر بیٹھنے کی کوشش یا ضد کرتی تو اسے نہ صرف زبردست قسم کی ڈانٹ پڑتی بلکہ ان سب کو باور کرایا گیا تھا کہ یہ گھر کے سربراہ کی جگہ ہے۔ اور آج وہاں موحد آفندی بیٹھا اتنے اطمینان سے ناشتا کر رہا تھا کہ اس نے نظر اٹھا کر بھی آغا جان کو نہ دیکھا تھا۔
اور آغا جان۔
انہوں نے آتے ہی حسب عادت بہ آواز بلند سلام کیا اور پھر بنا کسی تاثر کے موحد کے دائیں طرف پڑی کرسی پر آبیٹھے۔
"اور بھئی برخوردار... کام کیسا چل رہا ہے؟" بشاشت سے پوچھا وہ موحد آفندی پر بہت ناز بھری نگاہ ڈالتے تھے۔ مہرماہ کا دل گویا کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔
"کام تو ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے... اوہ سوری۔ یہ شاید آپ کی جگہ ہے۔"
وہ بات کرتے یوں ٹھٹکا جیسے بالکل ابھی یہ بات پتا چلی ہو کہ وہ ان کی جگہ پر آبیٹھا ہے۔ ساتھ ہی ذرا سی جنبش کی گویا ابھی اٹھنے کا ارادہ ہو۔ آغا جان نے ہنستے ہوئے اس کے شانے پر پیار بھری تھپکی دی۔
"دادا کی سیٹ پر پوتا نہیں بیٹھے گا تو اور کون بیٹھے گا۔" موحد آفندی کی مہرماہ پر اٹھنے والی نظر بہت محظوظ کن تاثر لیے ہوئے تھی اور مسکراہٹ دباتے لب۔ اور دوسری طرف خفت سے لال چہرہ لیے لب کچلتی مہو۔
"لڑکیوں کو اتنا منہ پھٹ اور خود سر نہیں ہونا چاہیے بھابی۔ ورنہ سسرال میں رہنا بسنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔" وہ کچن میں برتن دھو رہی تھی جب ثمرہ چچی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ "یقیناً" وہ تائی جان کو اپنے فرمودات سنا رہی تھیں۔ اور سب سے حیران کن بات... ثمرہ کا لب و لہجہ میٹھا، شہد ٹپکاتا۔ کہ آگے سے کوئی جواب

نہ دے پائے کوئی۔

"خیر..... حق بات ہی کی تھی اس نے۔" وہ رکھائی سے اتنا ہی کہہ پائیں۔ مگر مہرماہ آفندی کے دل میں لگی آگ نے شعلے پکڑ لیے۔

یہ ماں بیٹا یہاں فقط آگ لگانے اور ہاتھ سینکنے آئے ہیں اور بس۔

اس کا دل سلگ رہا تھا..... اور سلگنے والی شے مکمل طور پر بجھا نہیں کرتی۔ ایک دم سے کسی بھی وقت بھانبڑ بن جاتی ہے۔

☆ ☆ ☆

زرنگار آفندی نے ایک سرکاری اسپتال کے وارڈ میں نمیر وقار آفندی جیسے پیارے بچے کو جنم دیا تو وقار نے ہنستے ہوئے اسے اٹھا کر سینے سے لگایا پھر اس کا ماتھا چوما تو آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ اور اس کے دو ماہ بعد ثمرہ کے گھر موحد آفندی نے آنکھ کھولی تو آفندی ہاؤس گویا لائٹ ہاؤس بن گیا۔ آغا جان تو خوشی سے گل و گلزار ہو گئے۔ خزانوں کے منہ کھول دیے..... سب کو جھولیاں بھر بھر دیا گیا۔ اناج بھی، روپیہ بھی۔

مگر قسمتیں ماتھوں پہ تو نہیں لکھی ہوا کرتیں۔ انہیں کاتب تقدیر نے ہاتھوں کی لکیروں میں چھپا دیا ہے۔

ایک غربت اور ایک امارت کے زیر سایہ پلنے لگا۔ اور بے شک اللہ ہی تقدیریں بدلنے پر قادر ہے..... بے شک۔

☆ ☆ ☆

وہ واش روم میں تھا جب اسے اپنے کمرے میں ہلکی سی اٹھا پٹخ سنائی دی۔ وہ آفس کے لیے نکل چکا تھا مگر پیٹ میں ہونے والی ہلکی سی گڑبڑ اسے واپس آنے پر مجبور کر گئی۔ پہلے تو اس نے دھیان نہیں دیا مگر پھر اس رات والا واقعہ پورے سیاق و سباق کے ساتھ ذہن میں دوڑ گیا۔

وہ جلدی سے دبے پاؤں باہر نکلا۔ تو کمرہ اسی حالت میں تھا۔ ہر شے الٹ پلٹ۔

اور چور..... وہ الماری میں گھسا ہوا تھا۔ موحد پھرتی سے آگے بڑھا اور اس کی نئی شرٹ کی آستین قینچی سے کترتے چور کا ہاتھ سختی سے دبوچ لیا۔ مہرماہ کے لبوں سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ موحد آفندی اس وقت گھر میں ہو سکتا ہے۔

اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اسے الماری سے لگایا۔

"بہت خوب مہرماہ آفندی..... تو یہ تم ہو....."

وہ دوسرے ہاتھ سے اس کے ماتھے کو انگشت شہادت سے اونچا کرتا تلخی سے بولا تو وہ دم سادھے سپید پڑتی رنگت لیے بے جان سی کھڑی رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

بے ہنگم انداز سے دروازہ دھڑ دھڑائے جانے کی آواز پر زرنگار کا دل دھڑک اٹھا۔

چار سالہ نمیر کو لقمہ کھلا کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول دیا۔

وقار آفندی چار آدمیوں کے سہارے آیا تھا۔

زرنگار کی چیخ نکل گئی۔ اس کے قدم بے جان ہو گئے تھے۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ)